اعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولود و مورثِ کعبہ علیؑ

تحریر... صدر الصدور قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت علامہ جیلانی چاندپوری رحمتہ اللہ علیہ

(انٹرنیٹ ایڈیشن)

ناشر: حلقۂ علویہ القادریہ العالمی (ٹرسٹ)

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

email: jilanione@ yahoo.com
st-8- block 10-A, Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan

اعوذباللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولودو مورثِ کعبہ

علیؑ

تحریر... صدر الصدور قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت علامہ جیلانی چاند پوری رحمتہ اللہ علیہ

Publisher: HALQA-E-ALYA-E-QADRIA (trust)
Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: jilani...@yahoo.com

تمام تعریفیں اللہ تبارک وتعالیٰ کیلئے ہیں جو خالق و مالکِ کائنات ہے اور صلواۃ وسلام اس کے حبیب خیر الانام حضرت احمدِ مجتبےٰ محمد مصطفےٰ ﷺ اوران کی آل کیلئے ہے اور واجب التعظیم ذات مولائے کائنات علی المرتضیٰ شیرِ خدا ابوتراب علیہ السلام کی ہے جو تمام ہی سلسلہ ہائے طریقت کے پیشوا اور امام ہیں اور تمام ہی اہل اللہ کے رہبر و مرشد ہیں۔

میرے عزیزو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کلامِ بلاغتِ نظام میں انسانی حیات کی تنظیم کا ایک اہم راز ارشاد فرمایا ہے۔ وہ فرماتا ہے:

سورۃ الرعد... آیت نمبر 28:

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَتَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُهُمۡ بِذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ؕ (وہ جو ایمان لائے اور ان کے قلوب اللہ کے ذکر سے اطمینان پکڑتے ہیں۔ سن لو اللہ کے ذکر ہی میں دلوں کا چین ہے)۔

یہ ایک ایسا ارشاد ہے جس میں بہت سی باتیں پوشیدہ ہیں۔ پہلی بات تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ارشاد میں "وہ لوگ جو ایمان لے آئے ہیں، اور ان کے دل اللہ کے ذکر ہی سے اطمینان پکڑتے ہیں"، تو یہ کس دل کی بات ہے؟ انسان کے جسم میں خون کی ترسیل کا ایک نظام اللہ تبارک وتعالیٰ نے قائم فرمایا، یہ نظام جس کا میں ذکر کر رہا ہوں یہ آپ کے اس مادی جسم کی حیات کو برقرار رکھنے کیلئے ہے کہ پورے جسم میں خون کا نظام قائم رکھنے کیلئے ایک آلہ بنایا جس کو تمام جسم میں بادشاہت عطا فرمائی اور یہ آلہ قلب ہے۔ اس کی ایک مادی حیثیت ہے اور وہ ہم سب جانتے ہیں کہ یہ خون کا نظام سنبھالے ہوئے ہے۔ پورے جسم میں خون کی سپلائی جو حیات ہے جو زندگی ہے وہ اسی کا کارنامہ ہے اور اسی کے اشارے پر اور اس کی مرضی سے یہ خون جسم میں ہر جگہ پہنچتا ہے جس سے آدمی زندہ ہے۔ جب یہ نظام خراب ہو جائے تو کوئی نہ کوئی مرض جسم میں پیدا ہو جاتا ہے۔

قلب کی ایک حالت یہ بھی ہے کہ جب وہ تندرست ہوتا ہے تو مطمئن ہوتا ہے اور مطمئن انسان

Publisher: HAQQ-E-ALVIA ULQADRIA (trust) st-8, Block 10-A, Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email: jilanione@yahoo.com

اس وقت ہی ہوگا جب وہ پوری طرح صحت مند اور تندرست ہوگا۔ اگر اسے کوئی نہ کوئی مرض یا تکلیف لاحق ہے تو وہ مطمئن نہیں ہوسکتا۔ یہی حال قلب کا ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ قلب کی ایک مادی حالت ہے جس میں مادی امراض کی بات ہے۔ دوسری حالت اس کی روح کی حالت ہے۔ جو قلب روح کی دوستی کے ساتھ چل رہا ہے اس کو صوفیاء کی اصطلاح میں ''لطیفۂ ربانی'' کہتے ہیں۔ لطیفہ ایسی چیز ہوتی ہے جو نظر نہ آئے اور محسوس بھی نہ ہو۔ ''اللہ لطیف'' لطیف اللہ کی شان ہے۔ اس نے اپنی ذات کو پہچاننے کیلئے انسان کو روح کا ایک نظام عطا فرمایا اور اس نظام کا شہنشاہ بھی قلب ہی کو قرار دیا اور اس کو صوفیاءِ کرام نے لطیفۂ ربانی نے کہا۔ یہ جسم کا وہ حصہ ہے کہ جو اتنا لطیف ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات کو سنبھالے ہوئے ہے لیکن نظر نہیں آتا اور نہ محسوس ہوتا ہے۔ تو یہ لطیفۂ ربانی جو ہے یہ روح کا مقام ہے اور لطیفۂ جسمانی جو ہے وہ انسانی جسم کا نظام سنبھالے ہوئے ہے اور اس کا مقام ہے۔

دینِ اسلام پوری انسانیت کیلئے ہے، قرآن کریم پوری انسانیت کیلئے ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب اور باعثِ تخلیقِ کائنات ﷺ انسانیت ہی کے لباس میں تشریف فرما ہوئے اور وہ مولا جس کو ہم مولائے کائنات کہتے ہیں، اس انسانی جسم ہی کے ساتھ خانۂ کعبہ میں ورود فرما ہوا۔ آپ کو میں مولائے کائنات کے معاملے میں یہ آگاہی دینا چاہتا ہوں کہ اصل میں جسم کا معاملہ مولائے کائنات کا ایسا ہی ہے جیسا روح کا معاملہ۔ یہ آپ غور کیجئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا گھر جسے کعبہ کہا جاتا ہے، اللہ کا رہائشی مقام تو نہیں ہے! آپ جسے گھر کہتے ہیں تو عام طور پر اصطلاحِ عام میں گھر اس جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں آپ رہائش پزیر ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس مادی حیثیت سے تعمیر شدہ کمرے میں آرام فرما نہیں ہے، تو اس کو اللہ کا گھر کیوں کہا جاتا ہے؟ یہ عجیب بات ہے!

Publisher: HAQ QA EAL(AULQADRIA(trust) st-8, Block ... Gulshan-e-Iqbal Karachi-75300, Pakistan. email: ...@yahoo.com

بات دراصل یہ ہے کہ اسے اللہ کا گھر محض اس لئے کہا جاتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نورانیت اور اس کی ذات کی شعائیں (یہاں لفظ شعاع ہی استعمال ہوگا اور کوئی لفظ مناسب نہیں) وہاں برابر تسلسل کے ساتھ یعنی بغیر کسی وقفہ کے جاری ہیں۔ اس لئے آپ اس کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا مقام کہتے ہیں اور ہماری اصطلاح میں اس کا وہ مقام ''گھر'' ہوگیا۔ لیکن یہ اصل میں اللہ کا رہائشی مقام نہیں ہے بلکہ اللہ کا مقام بالکل اسی طرح ہے جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ کا مقام عرش ہے اور وہ اس پر استوا فرماتا ہے، اس پر بیٹھتا نہیں۔ ''استوا'' کا ترجمہ آپ بیٹھنا کریں، لیٹنا کریں جو آپ کا دل چاہے لیکن اصل میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا جسم سے تعلق نہیں اور بیٹھنے کا لفظ تو جب استعمال ہوگا جب جسم ہو۔ قرآن شریف میں لفظ استوا استعمال ہوا ہے۔ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب زمین اور آسمان بنالئے تو پھر عرش پر استوا فرمایا۔

عرش پر استوا فرمایا اور عرش پانی پر تھا۔ یہ پانی وہ پانی نہیں ہے جو آپ کے سمندر اور دریاؤں یا بارش کے قطروں میں موجود ہوتا ہے! تو پھر یہ پانی کیا ہے؟ یہ اصل میں ساری باتیں معرفت کی ہیں! جتنا بزرگانِ دین نے اس کو کھولا وہ اتنا ہی آپ کے اور ہمارے سامنے لایا جاسکتا ہے! جتنا وہ کھلا نہیں یا وہ بند ہے، تو اسے اہلِ معرفت تو جانتے ہیں کہ وہ کیا ہے لیکن میں اس وقت سرِ دست آپ کو ایک دوسری بات کہنے جارہا ہوں اور وہ ہے مولائے کائناتؑ کا خانۂ کعبہ میں ورود! میں پیدائش نہیں کہوں گا اس لئے کہ پیدا تو وہ بہت پہلے ہوگئے تھے۔ پیدائش کہتے ہیں عدم سے وجود میں آنے کو اور عدم سے وجود میں وہ اس وقت آگئے جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں۔ اس وقت اللہ نے اپنے نور سے ایک نور کو مختص فرمایا اپنی شناخت کیلئے! وہ نور اصل میں پنجتن پاکؑ کا نور ہے جسے ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور قرار دیتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہی سے باقی چار نور ہیں جناب علیؑ، جناب سیدہ فاطمہؑ، امام حسنؑ اور امام حسینؑ علیہم السلام۔ یہ چاروں نور جنھیں میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ ذاتؑ کہتا ہوں، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں اسی وقت

سے شریک ہیں جب ان کو پیدا کیا گیا یعنی ان کے نور کا ظہور قندیل کی صورت میں ہوا، وہ اسی وقت سے اہلِ ذات ہیں اور جب یہ اس دنیا میں تشریف لائے جامۂ بشریت میں تب بھی وہ شریکِ ذات اور اہلِ ذات رہے۔ وہ کبھی بھی حضور ﷺ کی ذات سے الگ نہیں تھے، نہ ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ ہم ایک لفظ ''پنجتن پاک'' استعمال کرتے ہیں تو یہ پانچ تن مراد ہوتے ہیں یعنی حضور اکرم ﷺ، جنابِ علیؑ، جنابِ فاطمہؑ اور حضراتِ حسنین علیہم السلام۔

آپ الفاظ پر ذرا غور ہی کر لیں کہ ہم ''پنجتن'' کیوں کہتے ہیں؟ بات اصل میں یہ ہے کہ جب پنجتن پاک علیہم السلام اس عالم میں تشریف لائے، تو یہ تو مادی عالم ہے، یہاں وہ جامۂ بشریت میں تشریف فرما ہوئے اور جب جامۂ بشریت میں تشریف فرما ہوئے تو پانچوں تن الگ الگ جامے میں تشریف فرما ہوئے اور ان کے مختلف نام ہوئے اور میرے جدامجد حضور غوث پاکؓ نے بتایا کہ یہ پانچوں پاک تن اس مادی دنیا میں جامۂ بشریت میں تشریف فرما ہونے سے قبل ایک نوری قندیل یا ستارے کی صورت میں موجود تھے۔ یہ ستارہ یا قندیل وہ نور ہے جو اللہ کے نور سے ہے یعنی نور من نور اللہ۔ اس قندیل یا ستارے کو جس کو ''زجاجتہ'' کہا گیا ہے، اس کو حضرت جبرئیلؑ نے اپنی پیدائش کے بعد سب سے پہلے دیکھا۔ اور حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت جبرئیلؑ کے درمیان ایک پورا مکالمہ ہے جو احادیث کی کتابوں میں موجود ہے کہ حضرت جبرئیلؑ سے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بھائی جبرئیلؑ! یہ بتائیے کہ آپؑ کی عمر کیا ہوگی؟ تو انھوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! جب میں پیدا کیا گیا ہوں اس وقت تو زمین و آسمان کچھ بھی نہیں تھا، چاند ستارے سورج کوئی وقت کا تعین ہو نہیں سکتا تھا، جب وقت کا تعین نہیں ہو سکتا تھا تو ظاہر ہے کہ ماہ اور سال کہاں سے پیدا ہوں گے، لہذا میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ میری عمر کتنی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ آپؑ یہ بتائیں کہ جب آپؑ پیدا ہوئے تو آپؑ نے کیا دیکھا؟ حضرت جبرئیلؑ نے

Publisher: HAQQA EALVI AULQADRIA (trust) Plot-8, Block-1, A, Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan, email: ...@yahoo.com

عرض کی کہ میں نے دیکھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نور ہی سے ایک ستارہ جگمگا رہا ہے اور وہ قندیل کی طرح یا زجاجتہ کی طرح عرش کے ساتھ ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا کیا عمل تھا؟ تو عرض کی وہ اللہ کی تعریف بیان کر رہا تھا اور وہ تعریف میں نے یاد کرلی، وہ پانچ تعریفیں بیان کر رہا تھا وہ پانچوں میں نے یاد کرلیں، ستر ہزار مرتبہ تک وہ ایک تسبیح کرتا، اس کے بعد غائب ہو جاتا، پھر ستر ہزار مرتبہ تک غائب رہتا، اس کے بعد نمودار ہوتا، ستر ہزار مرتبہ تسبیح کر کے پھر ستر ہزار مرتبہ تک کیلئے غائب ہو جاتا، اس طرح میں نے اسے ستر ہزار مرتبہ غائب ہوتے اور نمودار ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔

اب یہاں میں غیبت کی بات کروں گا۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ امام غائب نہیں ہوسکتا وہ سطحی لوگ ہیں۔ حقیقت میں نہ انھیں کسی چیز کا ادراک ہے اور نہ وہ کوشش کرتے ہیں کہ کسی حقیقت تک پہنچیں۔ انھوں نے مادی دنیا کی جو زندگی پائی ہے، تو وہ مادی دنیا کی زندگی ہی کے حساب سے ہر ایک کی بات کرتے ہیں لیکن پنجتن پاک علیہم السلام کا جہاں تک تعلق ہے ان کی اصل حقیقت مادی زندگی نہیں ہے۔

میں اس پر زور دوں گا کہ شریعت کا جتنا بھی معاملہ ہے، وہ سارے کا سارا ہی مادی جسم سے متعلق ہے۔ فقہہ پورا کا پورا مادی زندگی سے ہٹ کر ہے کوئی چیز؟ اور فقہہ ہی آپ کے نزدیک شریعت ہے۔ آپ کے علماء نے شریعت کی جو کچھ بھی بات کی ہے، وہ فقہہ کے تحت کی ہے، اسی لئے کئی فقہہ ہوگئے۔ لیکن دین کئی نہیں ہیں دین تو ایک ہی ہے۔ دین تقسیم نہیں ہوسکتا۔ فقہہ تقسیم ہو جاتا ہے۔ فقہہ کی تقسیم کے باوجود جب دین تقسیم نہیں ہوسکتا تو دین ایک ہی رہتا ہے اور ہر دین دار اسی سے وابستہ ہے۔

مجھے جو بات آپ سے کہنی ہے مولائے کائناتؑ کے بارے میں، وہ یہ ہے کہ حضور مولائے کائنات خانۂ کعبہ میں تشریف فرما ہوئے، وارد ہوئے، ظہور فرما ہوئے۔ میں پیدا اس لئے نہیں کہوں گا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ پیدا تو وہ اس وقت ہوئے جب ''زجاجتہ'' کی صورت میں موجود تھے۔ اللہ تبارک و

Publisher: HALQA E ALI (A.S) ALIA QADRIA (Trust) 8, Block 7-A, Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300. Pakistan. email: junione@yahoo.com

تعالیٰ نے اپنے نور سے وہ نورانی شخصیتیں تخلیق کیں، جو بعد میں جامۂ بشریت میں اس دنیا میں ظہور فرما ہوئیں لیکن وہ پانچوں شخصیتیں اس تمام کائنات اور مخلوق کی تخلیق سے قبل تخلیق کی گئیں (اللہ نے اپنے نور سے ان کے نور کا ظہور فرمایا)۔ نور نہ مرتا ہے نہ اس میں کسی قسم کا تغیر آتا ہے اور نہ وہ تقسیم ہوتا ہے۔ نور ہمیشہ رہے گا اور ہمیشہ سے ہے۔ اس کیلئے کوئی معیاد یا انتخاب مقرر نہیں ہے۔

جبرئیلؑ امین نے جو کچھ دیکھا جو ایک لمبا مکالمہ ہے، میں صرف اتنا کہوں گا کہ پھر حضورؐ نے آخر میں یہ ارشاد فرمایا کہ یا اخی جبرئیلؑ! آج کل وہ ستارہ کہاں ہے؟ تو انھوں نے کہا جی آج کل تو وہ غیبت میں ہے، نظر نہیں آتا۔ تو فرمایا میں ہوں وہ ستارہ اور میرے یہ چار ساتھی!

اپنے ان چار ساتھیوں کو حضورؐ نے ایک ردا میں لے کر فرمایا کہ مالک! آپ جو ارادہ کرتے ہیں اہلِ بیتؑ کو پاک کرنے کا تو یہ ہیں میرے اہلِ بیتؑ!

لیکن یہاں حضورؐ نے اپنے اس فرمانِ پاک کی تشریح اپنے معتمدین سے اس طرح فرمائی کہ یہ ہیں میرے اہلِ بیتؑ لیکن یہ تو پہلے ہی پاک شدہ نوری ہستیاں ہیں جو تیرے نام کے ساتھ تیرے عرش کے ساتھ ایک قندیل کی شکل میں تھیں، یہ وہی تو ہیں۔

تو ان پاک شدہ ہستیوں کو پاک کرنے کا کہاں سے سوال آیا؟ پاک تو ناپاک کو کیا جاتا ہے! مگر لوگوں نے اس نکتہ کو سمجھا نہیں اور حضورؐ کے اہلِ بیتؑ میں صرف ان چار ہستیوں کو شامل سمجھا گیا جن کو حضورؐ نے اپنی ردائے پاک میں لیا یعنی جنابِ علیؑ، جنابِ سیدہؑ اور حضرات حسنین علیہم السلام۔ یہ چاروں بے شک حضورؐ کے اہلِ بیت ہیں لیکن اہلِ بیتؑ سے بھی بڑھ کر یہ حضورؐ کے اہلِ ذات اور شریکِ ذات بھی ہیں۔ ان کی ذاتِ مقدسہ پاک ہونے پر منحصر نہیں، وہ تو پاک شدہ ہیں، نور تو پاک ہی ہوتا ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ ان کی ذات سے ہی پاکیزگی بیان ہوتی ہے، وہ خود دوسروں کو پاک کرتے

Publisher: HALQA EALVIA ALQADRIA (trust) A-18, block 10-A, Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan, email: jilanione@yahoo.com

ہیں۔ سورۃ الِ عمران کی 164 ویں آیت ہے جس میں حضورﷺ کا کردار اللہ فرما رہا ہے "ویز کیھم"۔ تو یہ چاروں نوری ہستیاں بھی دوسروں کو پاک کرتی ہیں، اور خود تو پاک ہیں ہی کیونکہ ان کا اصل نور ہے جو نور من نور اللہ ہے۔ حضورﷺ کے اہلِ بیتؑ میں تو ازواجِ مطہرات بھی شامل ہیں جیسا کہ قرآن فرما رہا ہے "اے نبی کی گھر والیو!" اور حضورﷺ نے اپنے بعض پیارے پیارے صحابہؓ کو بھی اپنے اہلِ بیتؑ میں شامل فرمایا ہے جیسے حضرت بلال محمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت سلمان محمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

پنجتن پاکؑ تو خود دوسروں کو پاک کرتے ہیں اور وہ خود پاک ہیں کیونکہ نور من نور اللہ ہیں۔

تو حضور مولائے کائناتؑ جو پنجتن پاکؑ میں سے ایک پاک تن ہیں، جب آپؑ خانۂ کعبہ میں تشریف فرما ہوئے تو آپؑ اس نور ہی کا ایک حصہ ہیں جو نورِ الٰہی ہے اور جس کی ہمیشہ تسلسل کے ساتھ خانۂ کعبہ پر بارش ہو رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب مسلمان خانۂ کعبہ کو دیکھتے ہیں تو وہ عبادت کرتے ہیں اور ان کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور میرے عزیزو! یہی وجہ ہے کہ مولائے کائناتؑ کیلئے بھی حضور اکرمﷺ نے فرمایا کہ علیؑ کے چہرے کی زیارت عبادت ہے۔

اگر جنابِ علیؑ نور من نور اللہ نہ ہوتے تو خانۂ کعبہ میں ان کا ورود نہ ہوتا۔ خانۂ کعبہ میں جہاں اللہ کی نورانیت مسلسل بغیر کسی وقفہ کے برس رہی ہے، وہاں ایک مادی ہستی کیسے آ جائے گی سامنے؟ یہ تو ممکن ہی نہیں ہے؟ معلوم ہوا کہ حضور مولائے کائناتؑ تو مادی ہستی ہیں ہی نہیں! وہ ان پانچ نورانی ہستیوں میں سے ایک ہستی ہیں جن کو جامۂ بشریت دیا گیا ہے اس لئے کہ اب ان کو انسانوں میں کام کرنا ہے اور اس کام کیلئے مقام کی حد بندی نہیں ہے، بلکہ ان کو تو عالمین کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔ اس لئے ان کے چہرے کی زیارت عبادت ہے جیسے کعبہ کی زیارت کو اللہ تعالیٰ نے عبادت قرار دیا اور حضور اکرمﷺ نے اس کا اعلان فرمایا ایسے ہی حضرت علیؑ کے چہرے کی زیارت عبادت ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے

Publisher: HALQA EALIA ALUL QADRIA (trust) ... 8, block ... Gulshan-e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan, email: jilaninoor@yahoo.com

حضور اکرم ﷺ نے اس کا بھی اعلان فرمایا اور اس کی تصدیق دو ہستیوں نے کی چاہے آپ مانیں یا نہ
مانیں، ام المومنین جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور
میں سمجھتا ہوں کہ یہ انھوں نے اتنی سچی بات کہی ہے کہ اسی وجہ سے امام عالی مقام سیدنا حضور حضرت جعفر
صادق علیہ السلام نے تین مرتبہ انھیں کہا کہ "ابوبکرؓ صدیق صدیق صدیق"۔

حضور مولائے کائنات اللہ کے نور کی شعاؤں کے سوا کچھ نہیں! آپ اگر ان کو پہچاننا چاہیں تو ان کو
ان کے اس لقب سے پہچان لیجئے کہ پوری امت پندرہ سو سال سے صرف ان کے اور ان ہی کے چہرۂ
مبارک کو "اللہ کا کرم" قرار دیتی ہے۔ اب مجھے بتایئے کہ اللہ کا کرم کیا ہوتا ہے؟ اور اگر کسی اور کے چہرے
کو بھی اللہ کا کرم قرار دیا گیا ہو، تو پھر سب کو کہنا چاہیئے کرم اللہ وجہ، لیکن آپ صرف حضرت علیؑ کو کہتے ہیں۔
"کرم اللہ وجہہ" کا لقب "علیہ السلام" سے زیادہ اہم ہے۔ آپ ذرا غور کیجئے، بات ساری غور طلب ہے
کہ ایک شخص کو کہا جا رہا ہے اس کے چہرے پر اللہ کا کرم ہے اور کہا جا رہا ہے کہ اس کے چہرے کی زیارت
عبادت ہے۔ آپ مجھے دنیا بھر میں حضرت آدمؑ سے لے کر آج تک کوئی دوسرا شخص ایسا بتا دیجئے کہ جس
کے چہرے کی زیارت عبادت قرار پائی ہو؟ اصحابؓ ہی کی میں بات نہیں کر رہا ہوں، میں تو انبیاءؑ سمیت
حضرت آدمؑ کی پوری اولاد کو کہہ رہا ہوں کہ کوئی بھی نہیں ہے ایسا کہ جس کو آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہو کرم اللہ
وجہہ۔ اس کے چہرے پر اللہ کا کرم ہے کہ اس کے چہرے کی زیارت عبادت ہوگئی۔ یہ تو بھائی! خانۂ کعبہ
کی خصوصیت تھی کہ کعبہ کی زیارت عبادت ہے لیکن اللہ کے حبیب ﷺ نے حضرت علیؑ کے چہرے کی
زیارت کو بھی عبادت قرار دیا اور رسول ﷺ تو اپنی طرف سے کچھ فرماتے ہی نہیں، سوائے اس کے کہ جو
اُن کو وحی ہوتی ہے، "وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوَیٰ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحیٰ ۝"۔ اس پر میں نے پرسوں
(21 اگست 2004ء) کا مقالہ لکھا ہے لیکن مولائے کائناتؑ کے مقام کے بارے میں یہ مجھ سے بیان

کرا دیا گیا۔

ہمیں حضور مولائے کائنات نے جو چیز (یعنی ذکرِ الٰہی کی تعلیم) عطا کی ہے اس کو ہم نے چھوڑ دیا۔ یہ بڑی عجیب بات ہے حالانکہ اللہ نے فرمایا ہے" اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ ط اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ "(وہ جو ایمان لائے اور ان کے قلوب اللہ کے ذکر سے اطمینان پکڑتے ہیں۔سن لو اللہ کے ذکر ہی میں دلوں کا چین ہے)۔تو یہ اصل میں قلب کا سارا معاملہ جو ہمیں سکھایا گیا، بتایا گیا، حضور اکرم ﷺ کی معرفت سے نزدیک ہے۔اور یہ میرا دعویٰ ہی نہیں ہے بلکہ ثبوت کے ساتھ میں کہہ رہا ہوں کہ حضور مولائے کائنات کے علاوہ ایک شخص بھی نہیں ہے یہ دعویٰ کرنے والا کہ وہ حضور ﷺ کو پہچانتا ہے۔حضور ﷺ کو پہچاننا، حضور ﷺ کی معرفت بڑی مشکل ہے سوائے ان کے کہ جن کو حضور مولائے کائنات نے عطا کی ہے۔اور یہ اس لئے ہے کہ حضور مولائے کائنات ان چارتنوں میں سے ایک ہیں جو حضور ﷺ کی ذات سے ایسا تعلق رکھتے ہیں کہ نہ کبھی جدا تھے، نہ ہیں اور نہ کبھی ہو سکتے ہیں۔

انسان کے قلب کی ظاہری حیثیت خون کے نظام کو سنبھالنے کے آلہ کی ہے۔یہاں میں کہتا ہوں کہ شریعت ختم ہو گئی۔شریعت کے جتنے احکامات ہیں، وہ اس مادی جسم سے متعلق ہیں۔آپ نماز جسم کے ساتھ پڑھتے ہیں چاہے ہاتھ کھول کر پڑھیں یا ہاتھ باندھ کر پڑھیں، نماز کی ادائیگی کے طریقے کا تعلق جسم سے ہے، روح سے نہیں۔میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اہلِ تصوف کی تعلیمات یہ ہیں کہ انسان کا اس کی روح سے ایسا مضبوط تعلق قائم ہو جائے کہ وہ اپنے رب کے نزدیک ہو جائے۔جسم تو اپنی جگہ موجود ہے اور ایک وقت آئے گا کہ وہ مردہ ہو جائے گا لیکن روح کو موت نہیں آئے گی، اس کو اپنے رب کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔تو یہ ذکرِ الٰہی جس کیلئے میں نے عرض کیا کہ اللہ کا ذکر قلب کو اطمینان بخشتا ہے، یہ قلب کو

Publisher: HALQA EALVIA ALQADRIA (trust) St-8, Block 9-A, Gulshan-e-Iqbal, Karachi-75300, Pakistan. email:

اطمینان عطا کر کے ''لطیفۂ ربانی'' کو تقویت عطا کرتا ہے جو اللہ کا مقام ہے جیسا کہ ارشاد ہے کہ مومنین کے قلوب اللہ کا گھر ہیں۔

ہم جو پہلا ذکر کرتے ہیں، وہ ذکرِ توحید ہے اور ذکرِ توحید ''ذکرِ اسمِ ذات'' سے ہوتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا اسمِ ذات ''اللہ'' ہے اور یہ توحید کا ذکر ہے۔ ''لاالٰہ الااللہ'' کے ذکر کے بعد ''محمد الرسول اللہ'' کا ذکر آتا ہے، یہ ذکرِ رسالت ہے۔ ذکرِ توحید اور ذکرِ رسالت سے کلمہ مکمل ہوگیا۔ اس کلمہ سے فارغ ہو کر ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ذکر زیادہ کرتے ہیں ''اللہ ھو'' کے ساتھ۔ یہ ''ھو'' اس کی رحمت ہے، ''اللہ ھو اللہ ھو اللہ ھو''۔ ذکرِ خفی و جلی کی جب بات آئے گی تو اس کی بھی تشریح ہوگی۔ خفی کون سا ذکر ہے؟ خفی وہ ذکر ہے جو اندر ہوتا ہے۔ یہ انسانی جسم کے اندر ایک لطیفہ ہے، خفی ذکر وہاں سے ہوتا ہے اور اس خفی ذکر کو جب ظہور ملتا ہے تو وہ نور کا وجود بن جاتا ہے۔ اس لئے اہل اللہ جو ذکر خفی کے ساتھ اللہ کو پکارتے ہیں، اللہ ان ہی کیلئے فرماتا ہے کہ یہ تو اٹھتے بیٹھتے ہمارا ذکر کرتے ہیں۔

ذکرِ الٰہی کی بھی منزلیں ہیں۔ سرِ دست ہم یہ بتا رہے ہیں کہ جو ہمارا مادی جسم ہے اس پر ذکر کے اثرات کیا ہیں؟ یہ جب ظہور میں آتا ہے تو اس سے نورانیت کے اثرات پیدا ہوتے ہیں۔ انسان کے جسم کی نمائندگی اس کا چہرہ کرتا ہے۔ آپ کسی کو بدشکل یا خوبصورت کہیں گے تو اس کے چہرے کو دیکھ کر، تو اصل میں چہرے ہی سے نور کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ پنجتن پاک علیہم السلام کے چہرے کے اثرات سادات میں آئمہ اور اولیاء کے چہرے پر آئے، اس لئے آئمہ کرام علیہم السلام میں نو امام جو اولادِ حسینؑ ہیں، وہ حضرت امام عالی مقام مولا حسین علیہ السلام کی ذات کا ایک حصہ ہیں۔ گیارھویں امام کے بعد بارھویں امامؑ غیبت میں تشریف لے گئے۔ بارہ آئمہ کے بعد امامت نہیں ہے لیکن ساداتِ حسنی میں ولایت کا سلسلہ جاری ہے جس کو آپ نظر انداز نہیں کرسکتے۔ جس طرح امامت ایک نور ہے اور اس کا سارا

معاملہ نورانی ہے اسی طرح ولایت بھی ایک نور ہے اور اس کا بھی سارا معاملہ نورانی ہے۔

چنانچہ انسان کے مادی جسم کو بھی نور سے بھرنے کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک نظام بنایا جس کو نظام اذکار یعنی ذکرِ الٰہی کا نظام کہتے ہیں۔ یہ ذکر کا نظام اگر کوئی قائم کر سکے تو اس کا دل بھی مطمئن بھی ہوگا اور جسم بھی اطمینان حاصل کرے گا۔ ذکر سے دل اطمینان پکڑے گا اور جب دل اطمینان پکڑے گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا دل تندرست ہے۔ اگر آپ ذکرِ الٰہی کرتے ہیں تو لطیفۂ ربانی اللہ کے ذکر سے تقویت اور نورانیت دونوں حاصل کرتا ہے اور یہ نورانیت مستقل ہوتی ہے۔ آپ کا کام صرف ذکر کرنا ہے اور اس کے اثرات کیا ہوں گے یہ اللہ کے کلام اور اللہ کے نام کے اثرات پر موقوف ہیں۔ جب وہ اثرات ظہور پزیر ہوتے ہیں تو آپ کا دل اطمینان پکڑتا ہے اور جب اطمینان پکڑتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تندرست صحیح سالم ہے۔ اور پھر اگر آگے بڑھیں تو وہ اطمینان ذکر کے ساتھ تقسیم ہوتا ہے جو ہر مرشد اپنے ساتھیوں کو، اپنے دوستوں کو، اپنے شیعوؤں کو، اپنے اصحاب کو منتقل کرتا رہتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Publisher: HALQA E ALVIA QADRIA (trust) st-8, block 10-A, Gulshan e Iqbal, Karachi-75300, Pakistan email: jilanionline@yahoo.com